5

مصلح موعود کے متعلق
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

(فرمودہ 4 فروری 1944ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں نے پچھلے جمعہ میں اپنی ایک رؤیا سنائی تھی جس میں مجھے بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی جو ایک ایسے لڑکے کے متعلق تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقرر کردہ میعاد کے اندر پیدا ہونے والا تھا اور جو 1886ء کی پیشگوئی کا مصداق تھا وہ میرے ہی متعلق تھی۔ آج مَیں بتاتا ہوں کہ کس طرح اس رؤیا میں بہت سی باتیں اس پیشگوئی کی دہرائی گئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا مَیں نے اس پیشگوئی کو غور و فکر سے پڑھنے کی پہلے کبھی کوشش نہیں کی۔ بلکہ جب کبھی یہ پیشگوئی میرے سامنے آتی، مَیں اس کے مضمون پر سے جلدی سے گزر جاتا تھا تاکہ میرا نفس میرے دل میں اس کے متعلق کوئی جھوٹا شُبہ پیدا نہ کرے اور جبکہ جماعت کے دوستوں کا اصرار تھا کہ وہ اس پیشگوئی کو میرے متعلق سمجھتے ہیں

میں ہمیشہ ہی اس مضمون سے کتراتا تھا۔ اس لیے پیشگوئی کی جو تشریحات تھیں وہ میرے ذہن میں نہ تھیں۔ خصوصاً اس سال کے شروع میں جب یہ رؤیا ہؤا یعنی جنوری کے مہینہ میں، اُس وقت تو کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ تشریحات میرے سامنے ہوتیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مضمون عرصہ دراز سے میرے سامنے نہ آیا تھا۔ بے شک بعض علامتیں جو اس پیشگوئی میں بیان کی گئی ہیں وہ میرے ذہن میں تھیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ رؤیا مجھے ایسے رنگ میں آئی ہے جسے دماغی ترجمانی نہیں کہا جاسکتا۔ اور بعض علامتیں جو اس پیشگوئی میں تو تھیں مگر میرے علم میں نہ تھیں اور گو میں نے وہ علامتیں پڑھی ضرور تھیں مگر اُن علامتوں نے کبھی میرے ذہن میں معیّن جگہ نہیں پکڑی تھی اور مجھے یاد بھی نہیں تھیں اُن علامتوں کو اس رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے عجیب طریق پر دُہرا دیا ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ میں اُن مشابہتوں کا ذکر کروں، مَیں اس امر کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ظاہری مشابہت میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے درمیان پائی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ خبر ایک سفر کے موقع پر دی گئی تھی جبکہ آپ ہوشیارپور گئے ہوئے تھے اور ہوشیار پور میں ہی آپ نے وہ اشتہار لکھا جس میں اس پیشگوئی کا تفصیل کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ چنانچہ اس اشتہار کے شائع کرتے وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس الہام کو درج کرتے ہوئے کہ "میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو تیرے لیے مبارک کر دیا"۔ تحریر فرمایا ہے "جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے" لدھیانہ کا سفر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے کیا اور ہوشیار پور کا سفر بعد میں اور یہ الہامات آپ کو ہوشیار پور میں ہی ہوئے۔ چنانچہ میاں بشیر احمد صاحب نے اپنی کتاب "سیرۃ المہدی" میں مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کی یہ روایت شائع کی ہے کہ مَیں اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ وہیں آپؑ پر یہ الہامات نازل ہوئے اور وہیں آپؑ نے یہ اشتہار شائع کیا۔ پس یہ خبر آپ کو ہوشیار پور کے سفر میں ملی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ مجھ کو بھی یہ رؤیا سفر میں ہی ہوئی ہے جبکہ میں لاہور میں تھا۔ پس اس پیشگوئی اور رؤیا میں سفر کے لحاظ سے بھی آپس میں مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ جس وقت مَیں یہ

بات بیان کرنے لگا ہوں، میرے ذہن میں ایک اَور مشابہت بھی آئی ہے مگر مجھے اس پر ابھی پورا یقین نہیں۔ اس کے متعلق اِنْشَاءَ اللّٰہ بعد میں تحقیقات کروں گا۔ اور وہ مشابہت یہ ہے کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شیخ بشیر احمد صاحب جس مکان میں رہتے ہیں اور جس میں رؤیا کے وقت میری سکونت تھی وہ ہوشیارپور کے رہنے والے ایک صاحب شیخ نیاز محمد صاحب پلیڈر مرحوم کا ہے۔☆ پس یہ عجیب بات ہے کہ یہ رؤیا مجھے سفر میں آئی اور اس مکان میں آئی جو ہوشیارپور کے رہنے والے ایک دوست کا مکان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہامات بھی ہوشیارپور میں ہی ہوئے اور ان کی برادری کے ایک آدمی کے گھر پر ہوئے۔ شیخ نیاز محمد صاحب کا بھی عجیب معاملہ معلوم ہوتا ہے۔ میری ان سے کوئی زیادہ واقفیت نہ تھی۔ ہاں یہ جانتا تھا کہ وہ ایک کامیاب وکیل ہیں اور یہ معلوم تھا کہ لوگوں میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اچھے درجہ پر پہنچ جائیں گے۔ مگر مجھے وہ صرف ایک دفعہ ملے تھے۔ اس ملاقات کے مہینوں بلکہ سالوں بعد مَیں نے ایک رؤیا دیکھی کہ ایک بہت بڑا اژدہام ہے جس میں ان کو ایک ہاتھی پر چڑھا کر لوگ جلوس کی صورت میں شہر کی طرف لا رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان جمع ہیں اور لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہے اور وہ بہت خوش ہیں کہ ان کو کوئی عزت ملی ہے یا ملنے والی ہے۔ مَیں رؤیا میں دیکھتا ہوں کہ جلوس مفتی محمد صادق صاحب کے گھر کی طرف آرہا ہے مَیں ان کے گھر کے قریب جو موڑ ہے وہاں کھڑا ہو گیا اور جلوس نے اس طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جس وقت وہ عین منزلِ مقصود پر پہنچ گئے جہاں ان کا اعزاز ہونا تھا تو یکدم آسمان سے ایک ہاتھ آیا اور وہ انہیں اٹھا کر لے گیا۔ اس رؤیا کے مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ہائی کورٹ کی ججی کے لیے ان کا نام گیا ہوا تھا اور منظوری آنے ہی

☆ بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ خیال درست تھا۔ یہ صاحب ہوشیارپور ہی کے تھے اور شیخ مہر علی صاحب جن کے مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹھہرے تھے اور جہاں آپ کو 1886ء کے اشتہار والے الہامات ہوئے تھے اور جہاں آپ نے وہ اشتہار لکھا تھا، وہ گو قریبی رشتہ دار تو ان کے نہ تھے مگر ان کی برادری میں سے تھے۔ منہ

والی تھی کہ وہ فوت ہو گئے۔ یہ رؤیا تھی جو مَیں نے ان کے متعلق دیکھی۔ حالانکہ میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ صرف ایک دفعہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ وہ مجھ سے ملنے کے لیے آئے تھے۔ اس سے زیادہ میری ان سے کوئی واقفیت نہ تھی لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ عنقریب فوت ہونے والے ہیں اور ایسے حالات میں فوت ہونے والے ہیں جبکہ مسلمانوں کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے ان کو عزت ملنے والی ہے۔ آج مَیں سمجھتا ہوں کہ باوجود کوئی ظاہری تعلق نہ ہونے کے ان کی وفات کی خبر کا مجھے دینا اسی نسبت کی وجہ سے تھا کہ ان کے گھر پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مصلح موعود ہونے کی خبر دینی تھی۔ اب مَیں ان مشابہتوں کو بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ساتھ میری رؤیا کو ہیں۔

رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا میرے لیے اس قدر عجوبہ تھا (ظاہر میں تو ہو ہی سکتا ہے لیکن خواب میں ہی میری ایسی کیفیت ہو گئی) کہ قریب تھا اس تہلکہ سے مَیں جاگ اٹھتا کہ میرے مُنہ سے یہ کیا الفاظ نکل گئے ہیں۔ بعد میں بعض دوستوں نے توجہ دلائی کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار مورخہ 20 فروری 1886ء میں بھی آتا ہے۔ گو اس روز مَیں یہ اشتہار پڑھ کر آیا تھا لیکن جب مَیں خطبہ پڑھ رہا تھا اُس وقت اشتہار کے یہ الفاظ میرے ذہن میں نہ تھے۔ خطبہ کے بعد غالباً دوسرے دن مولوی سید سرور شاہ صاحب نے توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں بھی لکھا ہے کہ "وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"۔ اس پیشگوئی میں بھی مسیح کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

دوسرے مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں نے بُت تڑوائے ہیں۔ اس کا اشارہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں پایا جاتا ہے کہ وہ "روح الحق کی برکت سے بُہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا"۔ روح الحق توحید کی روح کو کہا جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کا وجود ہی ہے، باقی سب چیزیں اظلال

اور سائے ہیں۔ پس روح الحق سے مراد توحید کی روح ہے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ اس کی برکت سے بُہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

تیسرے مَیں نے دیکھا کہ مَیں بھاگ رہا ہوں۔ چنانچہ خطبہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ رؤیا میں یہی نہیں کہ مَیں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔ پسرِ موعود کی پیشگوئی میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسی طرح رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر وہاں بھی مَیں نے اپنے کام کو ختم نہیں کیا بلکہ مَیں اور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ جیسے مَیں نے کہا اے عبد الشکور! اب مَیں آگے جاؤں گا اور جب اس سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ اس عرصہ میں تُو نے توحید کو قائم کر دیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل فرمایا اس میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے وہ "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"۔ یہ الفاظ بھی اس کے دور دور جانے اور چلتے چلے جانے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پھر یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ وہ :" علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ اس کی طرف بھی میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خواب میں مَیں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ "مَیں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے"۔

پھر لکھا تھا وہ "جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا"۔ اس کے متعلق بھی رؤیا میں وضاحت پائی جاتی ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ رؤیا میں میری زبان پر تصرف کیا گیا اور میری زبان سے خدا تعالیٰ نے بولنا شروع کر دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میری زبان سے کلام فرمایا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور آپ نے میری زبان سے بولنا شروع کر دیا۔ یہ جلالِ الٰہی کا ایک عجیب ظہور تھا جس کا پیشگوئی میں بھی ذکر پایا جاتا تھا۔ پس یہ بھی ان دونوں میں ایک مشابہت پائی جاتی ہے۔

پھر لکھا تھا۔ "وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا"۔ اور رؤیا میں بھی یہ دکھایا گیا کہ ایک قوم ہے جس کا مَیں ایک شخص کو لیڈر مقرر کرتا ہوں اور ان الفاظ میں جیسے ایک طاقتور بادشاہ اپنے ماتحت کو کہہ رہا ہو، اسے کہتا ہوں اے عبدالشکور! تم میرے سامنے اس بات کے ذمہ دار ہوگے کہ تمہارا ملک قریب ترین عرصہ میں توحید پر ایمان لے آئے، شرک کو ترک کر دے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پر عمل کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو اپنے مدنظر رکھے۔ یہ "صاحبِ شکوہ اور عظمت" کے ہی کلمات ہو سکتے ہیں جو رؤیا میں میری زبان پر جاری کیے گئے۔

اور یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے"۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس پر کلامِ الٰہی نازل ہو گا اور رؤیا میں اس کا بھی ذکر آتا ہے۔ چنانچہ الٰہی تصرف کے ماتحت رؤیا میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں۔ پس اس حصہ میں پیشگوئی کے انہی الفاظ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے"۔

پھر رؤیا کا یہ حصہ بھی پیشگوئی کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے کہ رؤیا میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر قدم جو مَیں اٹھا رہا ہوں وہ کسی پہلی وحی کے مطابق اٹھا رہا ہوں۔ اب مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ جو مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ مَیں جو سفر کروں گا وہ ایک سابق وحی کے مطابق ہو گا اس سے اشارہ مصلح موعود والی پیشگوئی ہی کی طرف تھا۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ میری زندگی اس پیشگوئی کا نقشہ ہے اور الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔ اب مَیں سمجھتا ہوں کہ پہلی پیشگوئی کے متعلق جو یہ ابہام رکھا گیا کہ یہ کس کی پیشگوئی ہے، اس میں یہ حکمت تھی تا مصلح موعود کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلا کر اس ذہنی علم کا رؤیا میں دخل نہ ہو جائے جو مجھے اس پیشگوئی کی نسبت حاصل تھا۔ اس قسم کی تدابیر رؤیا اور الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اختیار کی جاتی ہیں اور اسرارِ سماویہ میں سے ایک سرّ میں یہ وہ مشابہتیں ہیں جو میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کی پیشگوئی میں پائی جاتی ہیں۔

اب مَیں واقعات کے لحاظ سے اس پیشگوئی کا تطابق دیکھتا ہوں۔ اس بارہ میں جماعت

میں سالہاسال سے کثرت سے مضامین نکل چکے ہیں اور لوگوں نے اس رؤیا سے پہلے ہی پیشگوئی کی بہت سی باتیں مجھ پر چسپاں کی ہیں۔ اس لیے میں اِس وقت چند باتیں جو نہایت اہم ہیں بیان کرتا ہوں۔

اول یہ کہ جب لوگ میرے متعلق کہتے تھے کہ یہ بچہ ہے اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا۔ اس کی طرف بھی پیشگوئی کے ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا تھا کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا"

میرے لیے وہ حیرت کا زمانہ تھا۔ بلکہ اب تک مَیں اپنی اس حیرت کو نہیں بُھولا۔ حضرت خلیفہ اول کا زمانہ تھا اور مجھے کچھ پتہ نہ تھا کہ جماعت میں کیا جھگڑا ہے۔ کس بات پر فساد اور ہنگامہ برپا ہے۔ جیسے ایک شفاف آئینہ ہر قسم کی میل کچیل اور داغوں سے منزّہ ہوتا ہے وہی میرے دل کی کیفیت تھی۔ ہر قسم کے بغض سے پاک ہر قسم کی سازش کے خیالات سے مبرّا بلکہ حالات کے علم سے بھی خالی تھا۔ صبح کی نماز کا وقت تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے کچھ سوالات لوگوں کو جواب لکھنے کے لیے بھجوائے ہوئے تھے اور مَیں نے بھی ان کے جواب لکھے تھے۔ مَیں اُس وقت حضرت اماں جان کے کمرہ میں، جو مسجد کے بالکل ساتھ ہے نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ مسجد سے مجھے لوگوں کی اونچی اونچی آوازیں آنی شروع ہو گئیں جیسے کسی بات پر وہ جھگڑ رہے ہوں۔ ان میں سے ایک آواز جسے میں نے پہچانا وہ شیخ رحمت اللہ صاحب کی تھی۔ مَیں نے سنا کہ وہ بڑے جوش سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک بچہ کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے، ایک بچہ کو آگے کرنے کی خاطر یہ سب فساد برپا کیا جا رہا ہے، ایک بچہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مجھے یاد ہے، مَیں اُس وقت ان باتوں سے اتنا غافل اور اس قدر ناواقف تھا کہ مجھے ان کی یہ بات سن کر حیرت ہوئی کہ وہ بچہ ہے کون، جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جا رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر دوسروں سے پوچھا کہ آج مسجد میں یہ کیسا شور تھا اور شیخ رحمت اللہ صاحب یہ کیا کہہ رہے تھے کہ ایک بچہ کو آگے کرنے کی خاطر جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے؟ وہ بچہ ہے کون جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جا رہے تھے؟ اس پر ایک دوست نے ہنس کر کہا کہ وہ بچہ تم ہی تو ہو، اور کون ہے؟ پس مَیں اُس وقت ان باتوں سے

اس قدر ناواقف تھا کہ مَیں اتنا بھی نہ سمجھ سکا کہ اس بچہ سے مراد مَیں ہوں۔ لیکن دشمن کا یہ قول در حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی الفاظ کی تصدیق کر رہا تھا کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا"۔ خدا نے مجھے اتنی جلدی بڑھایا کہ دشمن حیران رہ گیا۔ چند ماہ پہلے مجھے بچہ قرار دے کر وہ ناقابل قرار دے رہا تھا اور چند ماہ بعد وہ مجھے ایک شاطر، تجربہ کار قرار دے کر میری برائی کر رہا تھا۔ گویا بچپن کی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے سلسلہ میں رخنہ ڈالنے والوں کو شکست دلوا دی۔ یہ ویسے ہی ہوا جیسے حضرت مسیح ناصریؑ سے ہوا۔ ان کے دشمنوں نے بھی کہا تھا کہ ہم ایک بچے سے کس طرح باتیں کریں۔ جب حضرت مسیح ناصری اپنی والدہ کے ساتھ شہر میں آئے اور حضرت مریم نے لوگوں سے کہا کہ ان سے باتیں کرو۔ تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم ایک بچے سے کس طرح باتیں کریں۔ یہی وہ بات تھی جس کی طرف قرآن کریم میں ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا۔[1] پس اُس وقت میرے متعلق دشمنوں کی طرف سے یہی کہا جاتا تھا کہ یہ ایک بچہ ہے مگر باوجود اس کے کہ یہ لوگ مجھے بچہ سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ مَیں واقع میں بچہ تھا، میری عمر اُس وقت پچیس سال تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھے پچیس سال کی عمر میں ایک حکومت پر قائم کر دیا، اور حکومت بھی ایسی جو روحانی حکومت تھی۔ جسمانی حکومت میں تو بادشاہ کے پاس تلوار ہوتی ہے، طاقت ہوتی ہے، جتھا ہوتا ہے، فوجیں ہوتی ہیں، جرنیل ہوتے ہیں، جیل خانے ہوتے ہیں، خزانے ہوتے ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے پکڑ کر سزا دیتا ہے لیکن حکومتِ روحانی میں جس کا جی چاہتا ہے مانتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے انکار کر دیتا ہے۔ زور اور طاقت کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ نے مجھے اس حکومتِ روحانی پر ایسی حالت میں کھڑا کیا جب خزانہ میں صرف چند آنے تھے اور ہزارہا روپیہ قرض تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ کام ایسی حالت میں سپرد کیا جب جماعت کے ذمہ دار افراد قریباً سارے کے سارے مخالف تھے اور یہاں تک مخالف تھے کہ ان میں سے ایک شخص نے مدرسہ ہائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم تو جاتے ہیں لیکن عنقریب تم دیکھ لو گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ ایک پچیس برس کا لڑکا تھا جس کو ایک ایسی حکومت سپرد کی گئی جس میں طاقت و قوت کا نام و نشان

تک نہ تھا، جس کو ایک ایسی قوم کی حکومت سپرد کی گئی جس کا خزانہ خالی تھا، جس کو ایک ایسی قوم کی حکومت سپرد کی گئی جس کے اپنے سردار اور تجربہ کار لیڈر اسے چھوڑ کر جا رہے تھے۔ میدان دشمن کے قبضہ میں تھا اور وہ اس بات پر خوشیاں منا رہا تھا کہ ہمارے جاتے ہی اس قوم کی عمارتوں پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور اس کی ترقی کے ایام تنزل اور ادبار سے بدل جائیں گے۔ تم سمجھ سکتے ہو، ایسے نازک حالات میں اس قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت کی جو تعداد اُس وقت تھی جب وہ میرے سپرد کی گئی آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے سینکڑوں گُنے زیادہ ہے۔ جن ملکوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچ چکا تھا آج اس سے بیسیوں گُنے زیادہ ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا ہے۔ جس خزانے میں صرف اٹھارہ آنے تھے آج اس میں لاکھوں روپیہ پایا جاتا ہے۔ جس جماعت کے افراد نہایت کمزور حالت میں تھے آج اس جماعت کے افراد ہر لحاظ سے ترقی کر چکے ہیں۔ اگر مَیں آج بھی مر جاؤں تب بھی مَیں خزانہ میں اُس سے بہت زیادہ روپیہ چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملا۔ مَیں اس سے بہت زیادہ جماعت چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملی۔ میں ان سے بہت زیادہ علماء چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملے تھے۔ مَیں سلسلہ کی تائید میں اس سے بہت زیادہ کتابیں چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملیں اور مَیں سلسلہ کی خدمت کے لیے ان سے بہت زیادہ علوم چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے اس وقت ملے تھے جب خدا نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا۔ پس وہ جو خدا نے کہا تھا کہ "وہ جلد جلد بڑھے گا" اور "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا" وہ پیشگوئی ایسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی کو اتنا اہم قرار دیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں "یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے"۔[2] جس کو خدا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لیے نازل کیا ہے۔ پس وہ شخص جو اس پیشگوئی کو سمجھ کر اس پر ایمان لاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا عظیم الشان نشان دیکھتا ہے جس کی مثال اور نشانوں میں بہت کم ملتی ہے۔ جیسے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ "نو برس کے عرصہ تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ پیدا ہوگی۔ چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے"۔3

پھر آپ نے لکھا کہ اس پیشگوئی میں صرف یہی نہیں کہ نو برس میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے بلکہ ساتھ ہی ایسی شرطیں لگا دی گئی ہیں کہ وہ لڑکا اسلام کی شان و شوکت کا موجب ہوگا۔ اور ایسی شرائط کے ساتھ کسی لڑکے کا پیدا ہونا "انسانی طاقتوں سے بالاتر" اور "بڑا بھاری آسمانی نشان" ہے۔4 کسی انسان کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ ایسا کر سکے۔

وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چاروں طرف سے دشمنوں کے حملے ہو رہے تھے۔ محض اس بناء پر کہ آپؑ نے الہام کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے مجددیت کا دعویٰ اُس وقت نہیں کیا تھا۔ ماموریت کا دعویٰ اُس وقت نہیں تھا۔ صرف الہام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور دنیا آپ کی مخالف ہوگئی۔ صرف چند افراد آپ کے ساتھ تھے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا کہ تمہیں ایک ایسا لڑکا ملے گا جو صاحبِ شکوہ اور عظمت ہوگا جو تمہارے رنگ میں رنگین ہو کر اصلاح کے لیے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔ وہ سلسلہ اور اسلام کی بہتری کے سامان مہیا کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

یہ صاف بات ہے کہ جو شخص کسی کا نائب ہونے کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے گا وہ جب دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا تو جو اُس کا آقا اور مطاع ہے اُس کا نام بھی دنیا کے کناروں تک ضرور پہنچے گا۔ پس جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ وہ "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" تو اس کے معنے یہ تھے کہ اس کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔

اب دیکھ لو! یہ پیشگوئی کتنی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بیرونی ممالک میں سے صرف افغانستان ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچا تھا۔ اَور ممالک میں صرف اُڑتی ہوئی خبریں پہنچی تھیں اور وہ بھی یا تو مخالفوں کی پھیلائی ہوئی تھیں اور یا ایسا ہوا کہ کسی شخص کے پاس سلسلہ کی کوئی کتاب پہنچی اور اس نے آگے کسی کو دِکھادی۔ باقاعدہ جماعت کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان گئے مگر وہاں انہوں نے احمدیت کا ذکر سمِّ قاتل قرار دے دیا۔ اِس وجہ سے انگلستان میں جو مشن قائم ہوا اس کے ذریعہ احمدیت کا نام نہیں پھیلا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں پھیلا۔ اگر پھیلا تو خواجہ صاحب کا نام پھیلا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں سلسلہ احمدیہ کی باگ دی تو میرے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے سماٹرا میں احمدیت پھیلی، جاوا میں احمدیت پھیلی، سٹریٹ سیٹلمنٹ میں احمدیت پھیلی، چین میں احمدیت پھیلی، ماریشس میں احمدیت پھیلی، افریقہ کے چاروں کناروں تک احمدیت پہنچی اور پھیلی، مصر میں احمدیت پھیلی، شام میں احمدیت پھیلی، فلسطین میں احمدیت پھیلی، ایران میں احمدیت پہنچی، عراق میں احمدیت پہنچی، یورپ کے کئی ممالک میں احمدیت پہنچی، چنانچہ اٹلی میں احمدیت پہنچی، سپین میں احمدیت پہنچی، ہنگری میں احمدیت پہنچی، زیکوسلویکیا میں احمدیت پہنچی، جرمنی میں احمدیت پہنچی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کے لحاظ سے انگلستان اور امریکہ میں بڑی بڑی احمدی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اب ساؤتھ امریکہ میں آہستہ آہستہ احمدیت کا نام پھیل رہا ہے۔ گویا دنیا کے چاروں کناروں تک میرے زمانۂ خلافت میں ہی احمدیت کا نام پہنچا اور مختلف مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے بعض جماعتیں بہت ہی اہم ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان جماعتوں کے افراد ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ چنانچہ سماٹرا اور جاوا میں ہمارے جو مشن قائم ہیں ان کے ماتحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں احمدی ہیں۔ آجکل وہاں دشمن کا قبضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں کے ساتھ ہو اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اس کے بعد افریقہ کی جماعتیں ہیں۔ ان میں سے بھی ایک ایک جماعت میں ہزاروں افراد پائے جاتے ہیں اور یہ اپنے اخراجات آپ برداشت کرتی ہیں۔ سیرالیون کی جماعت بالکل نئی ہے۔ مگر پھر بھی اس جماعت نے وہاں مدرسے قائم کر لیے ہیں، مبلغ رکھے ہیں اور ان تمام اخراجات کو وہاں کے

افراد خود برداشت کرتے ہیں۔ لیگوس میں بھی احمدیہ مدارس قائم ہیں اور جماعتیں ارد گرد کے علاقوں میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے ذاتی اخراجات پر مبلغ اور مدرّس رکھے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں کوئی خرچ نہیں دیتے۔ نائیجیریا میں بھی ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں پائی جاتی ہے اور وہاں کے افراد بھی اخراجات کا بیشتر حصہ خود ادا کرتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن میں سے بعض بعض جگہ پچیس پچیس، تیس تیس ہزار احمدی پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے سالانہ جلسوں کے موقع پر ہی تین تین چار چار ہزار آدمی اکٹھے ہو جاتے ہیں اور یہ ساری جماعتیں ایسی ہیں جن میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدی نہیں تھا، جن میں سے ایک فرد بھی حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں احمدی نہیں تھا، جن میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آشنا نہ تھا اور جن میں سے ہزاروں ایسے تھے کہ گو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے آشنا تھے مگر در حقیقت آپ کے دشمن اور عیسائی مذہب کے پیرو تھے یا بُت پرست تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان کو میرے زمانہ میں ہی کلمہ توحید سکھایا اور ان کو مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر اسلام کی تبلیغ کی ایک اہم ترین بنیاد اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تحریک جدید کے ماتحت رکھ دی۔ تحریک جدید ایک ایسی تحریک ہے کہ اس کا سارا سلسلہ ہی الہامی ہے۔ اس لیے کہ تحریک جدید شروع ہوئی احرار اور گورنمنٹ کے ایک فعل سے۔ اب کیا گورنمنٹ میرے اختیار میں تھی اور کیا مَیں نے اُسے کہا تھا کہ وہ مجھے نوٹس دیتی؟ پھر گورنمنٹ نے جو نوٹس دیا وہ در حقیقت غلطی سے دیا۔ گورنمنٹ چاہتی تھی کہ احرار کے اجتماع کے موقع پر باہر سے احمدیوں کو نہ بلوایا جائے اور ہم نے اُس کی اس خواہش کو تسلیم کر لیا اور اُسے لکھ دیا کہ اس اجتماع کے موقع پر باہر سے احمدیوں کو نہیں بلایا جائے گا۔ آگے اختلاف ہو جاتا ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے جو افسر تھے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے گورنمنٹ سے کہہ دیا تھا کہ انہوں نے احرار کے اجتماع پر احمدیوں کو قادیان آنے سے منع کر دیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے گورنمنٹ نے نوٹس جاری کر دیا اور بالا افسر یہ کہتے ہیں کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے سپرنٹنڈنٹ نے ہمیں آکر یہ

کہا کہ وہ احمدیوں کو اس موقع پر قادیان آنے سے روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ انسپکٹر جنرل پولیس نے درد صاحب سے یہی کہا کہ سی۔ آئی۔ڈی کے سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے ساتھ آئے۔ ان کے ہاتھ میں اُس وقت ایک خط تھا جس کی طرف اشارہ کر کے انہوں نے کہا کہ قادیان سے جواب آگیا ہے کہ ہم احمدیوں کو اس اجتماع کے موقع پر باہر سے آنے سے روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے کہا کہ چونکہ ایک اہم عہدیدار یہ خط لایا تھا اور ڈی۔ آئی۔جی اُس کے ساتھ تھا اس لیے اُن کے کہنے پر اعتبار کر لیا گیا اور چونکہ گورنر صاحب بار بار فون کر رہے تھے کہ قادیان سے کیا جواب آیا ہے اس لیے انہیں فوری طور پر جواب دے دیا گیا کہ قادیان سے جواب آگیا ہے۔ وہ احمدیوں کو روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس پر گورنر صاحب نے فوراً اپنی کونسل کا اجلاس بلایا اور کہا کہ قادیان سے یہ جواب آیا ہے کہ وہ احمدیوں کو روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور کونسل نے بغیر اس کے کہ وہ یہ دیکھتی کہ خط میں لکھا کیا ہے، جھٹ فیصلہ کیا کہ پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ (PUNJAB CRIMINAL LAW AMENDMENT ACT) 1932ء کے ماتحت امام جماعت احمدیہ کو نوٹس دے دیا جائے کہ وہ ایسا نہ کریں ورنہ وہ قانون کی زد میں آجائیں گے۔ حالانکہ ابتدا میں جو لوگوں کو بلایا بھی گیا تھا اور جسے بعد میں منسوخ بھی کر دیا گیا وہ میری طرف سے نہ تھا بلکہ امور عامہ کی طرف سے تھا۔ پس اگر واقع میں اس موقع پر سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ڈی نے افسرانِ بالا کو کوئی دھوکا دیا تو وہ میرے اختیار میں نہیں تھا اور اگر انہوں نے دھوکا دیا تو کیا ڈی۔ آئی۔جی اُن کے ساتھ نہ تھے؟ اور کیا ان کا فرض نہ تھا کہ وہ اس خط کو پڑھ لیتے اور دیکھ لیتے کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ پھر کیا انسپکٹر جنرل پولیس اس خط کو پڑھ نہیں سکتا تھا کہ اُسے بھی دھوکا لگ گیا؟ پھر اگر انسپکٹر جنرل پولیس نے غلطی کر دی تو کیا گورنر صاحب اُس خط کو نہیں پڑھ سکتے تھے؟ کیا ان کی کونسل اس خط کو نہیں پڑھ سکتی تھی؟ اور کیا چیف سیکرٹری اس خط کو نہ پڑھ سکتے تھے؟ پس اگر یہ غلطیاں ہیں جو یکے بعد دیگرے تمام افسروں سے سرزد ہوتی چلی گئیں تو کیا یہ سب کچھ میرے اختیار میں تھا یا میری طاقت میں تھا کہ مَیں ایسا کر سکتا؟ واقعات پر غور کر کے دیکھ لو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کا ایک فعل تھا

اور خدا ہماری جماعت میں بیداری پیدا کرنا چاہتا تھا۔ خدا میرے ہاتھ سے اسلام کے اس نازک دَور میں تبلیغِ دین کی ایک عظیم الشان بنیاد رکھنا چاہتا تھا۔ خدا ہماری جماعت کو ایک کوڑا مار کر جگانا چاہتا تھا اس لیے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے غفلت کی کہ اُس نے خط کو نہ پڑھا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے غفلت کی اور اس نے خط کو نہ پڑھا۔ پھر یہی غلطی گورنر صاحب سے ہوئی۔ پھر یہی غلطی ان کی کونسل کے ارکان سے ہوئی اور ساروں نے ہی یہ سمجھ لیا کہ ہماری طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ ہم احمدیوں کو روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ حالانکہ اس جواب کی کوئی بنیاد ہی نہ تھی اور کوئی ایسا خط گورنمنٹ کو لکھا ہی نہیں گیا تھا۔ مگر اُن ساروں نے یہ غلطی کی اور اُس خط کی بناء پر مجھے نوٹس دے دیا گیا جس کی کوئی بنیاد نہ تھی۔ چنانچہ جب بعد میں ہم نے بالا افسروں سے کہا کہ ہم نے تو احمدیوں کو روک دیا تھا اور امور عامہ نے بھی میری ہدایت کے مطابق اپنے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا، آپ ہمیں وہ خط دکھائیں جس میں ہم نے یہ لکھا ہو کہ ہم احمدیوں کو روکنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو وہ اتنے شرمندہ ہوئے کہ اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر چیف سیکرٹری نے چھ ماہ کے بعد ہمارے ایک وفد سے کہا کہ اب ہماری کافی ذلّت ہو گئی ہے ہم مانتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ آپ ہم سے بار بار اُس خط کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ نہ کریں۔ تو دیکھو خط میں بالکل اُلٹ مضمون تھا۔ اُس خط میں لکھا یہ گیا تھا کہ احمدیوں سے کہہ دیا گیا ہے وہ احرار کے جلسہ کے موقع پر قادیان میں نہ آئیں۔ مگر گورنمنٹ نے یہ نوٹس دے دیا کہ چونکہ تم احمدیوں کو قادیان آنے سے روکنے کے لیے تیار نہیں ہو اس لیے تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر اس موقع پر احمدی آئے تو تم قانون کی زد میں آ جاؤ گے۔ حالانکہ وہ خط جس کی بناء پر انہوں نے یہ نوٹس دیا اُن کے ہاتھ میں تھا، اُن کی فائل میں موجود تھا مگر پھر اُن سے یہ غلطی ہو گئی۔ پس اگر یہ غلطی ہے تو پھر یہ غلطی اُسی خدا کی کروائی ہوئی ہے جس خدا نے غارِ ثور کے مُنہ پر پہنچ جانے والے کفار کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا دئے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس غار میں نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد حکومت کی طرف سے ہماری تبلیغ کے راستے میں روکیں پیدا ہونی شروع ہوئیں اور ہمیں یہاں تک خوف پیدا ہوا کہ سلسلہ کے مقدس لٹریچر پر بھی گورنمنٹ

ہاتھ نہ ڈالے اور میں نے سلسلہ کی کتب کی متعدد کاپیاں مختلف ممالک میں پھیلا دیں۔ غرض گورنمنٹ کے یہ افعال میری آنکھیں کھولنے کا موجب ہو گئے اور میں نے سمجھا کہ یہ اسلام کی مظلومیت اور احمدیت کی بے کسی کا ثبوت ہے کہ ہر کس وناکس، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ احمدیت کو اپنے بُوٹ کی ٹھوکر لگانے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ تب مَیں نے سمجھا کہ ہماری طرف سے اب تک احمدیت کو پھیلانے کی گو کوششیں ہوئی ہیں مگر وہ کوششیں اور محنتیں اتنی نہیں ہیں کہ اسلام اور احمدیت کو جلد سے جلد پھیلا سکتیں۔ ہم نے بے شک اپنے فرض کو ایک حد تک ادا کیا ہے۔ مگر ایسا احساس ابھی ہم میں پیدا نہیں ہوا کہ اس کے نتیجہ میں قلیل سے قلیل عرصہ میں احمدیت کا رُعب دنیا پر چھا جاتا اور اس قسم کی فرعونی طبائع کو پتہ لگ جاتا کہ یہ سلسلہ خدائی طاقت سے بڑھ رہا ہے، اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ اس طرح تحریک جدید کا آغاز ہوا اور پھر ہر قدم پر اس تحریک نے ایسا رنگ بدلا جو میرے اختیار میں نہیں تھا اور جماعت میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسی روح پیدا کر دی جو ترقی کرنے والی جماعتوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مَیں تحریک جدید کے اُس چندہ کو اتنی عظمت نہیں دیتا جو ان چند سالوں میں جمع ہوا۔ مَیں عظمت دیتا ہوں مجاہدین کی اُس جماعت کو جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کے لیے وقف کی ہوئی ہیں یا آئندہ وقف کریں گے اور مَیں عظمت دیتا ہوں قربانی کی اُس روح کو جو جماعت میں پیدا ہوئی۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے اس سے پہلے صدر انجمن احمدیہ ہمیشہ مقروض رہا کرتی تھی اور اُسے اپنا بجٹ ہر سال کم کرنا پڑتا تھا۔ جب مَیں نے اس تحریک کا اعلان کیا تو ناظروں نے میرے پاس آ آکر شکایتیں کیں کہ اس تحریک کے نتیجہ میں انجمن کی حالت خراب ہو جائے گی۔ مَیں نے ان سے کہا کہ تم خدا تعالیٰ پر توکل کرو، انتظار کرو اور دیکھو کہ حالت سدھرتی ہے یا گرتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ یا تو صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ دو اڑھائی لاکھ روپیہ کا ہوا کرتا تھا اور یا اس تحریک کے دوران میں چار پانچ لاکھ روپیہ تک جا پہنچا۔ اُدھر جماعت نے تحریک جدید کی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا اور خدا تعالیٰ کے

فضل سے پہلے سال کے اندر ہی مطالبہ سے کئی گنا زیادہ رقم جمع ہو گئی۔ جب مَیں نے پہلے دن جماعت سے 27 ہزار روپیہ کا مطالبہ کیا ہے تو واقع میں مَیں یہی سمجھتا تھا کہ میرے مُنہ سے یہ رقم نکل تو گئی ہے مگر اس کا جمع ہونا بظاہر بڑا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ کس قدر عظیم الشان فضل ہے کہ 27 ہزار کیا اب تک 27 ہزار سے پچاس گنے سے بھی زیادہ رقم آچکی ہے اور یہ اتنی زیادہ رقم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بھی حیرت سے پوچھتے ہیں کہ اگر تیرہ لاکھ روپیہ اکٹھا ہوا تھا تو وہ گیا کہاں ہے؟ انہیں یقین ہی نہیں آتا کہ اتنا روپیہ جمع ہوا ہو۔ کیونکہ اگر آیا ہوتا تو یہ سارا روپیہ غالباً ان کے خیال میں ہمیں حفاظت کے ساتھ ان کے پاس بھجوا دینا چاہیے تھا یا کم سے کم ان کا حصہ تو انہیں ضرور بھجوا دینا چاہیے تھا۔ مگر وہ روپیہ آیا اور وہیں خرچ ہوا جہاں اس خدا کا منشاء تھا جس نے میری زبان سے اس تحریک کا اجراء کرایا۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان کام ہونے والا تھا۔ سو وہ کام ہوا اور خدائی سامانوں سے ہوا اور ان ذرائع سے ہوا جو ہمارے اختیار میں نہ تھے۔

پھر اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ وہ "علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے دعوے کرنے کا عادی نہیں ہوں لیکن باوجود اس کے مَیں اس حقیقت کو چُھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے اُن کے متعلق میری زبان اور میرے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ مَیں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ اُن تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو یقیناً اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جاسکتی۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کو اس زمانہ کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے جب تک دوسری آیات سے ان کی تشریح نہ کر دی جاتی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا بے انتہا فضل ہے کہ اس نے میرے ذریعہ سے اُن مشکلات کو حل کیا اور اُن آیات کے صاف اور روشن معنے دنیا کے سامنے ظاہر کیے۔ باقی مَیں نے ایسے امور کے متعلق کبھی دعوے نہیں کیے۔ جیسے مَیں نے ابھی کہا ہے کہ میں دعوے کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اب بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو میرے اس تازہ اعلان پر جو مَیں نے اللہ تعالیٰ کے ایک الہام کی بناء پر کیا، کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ ہے یا

کیا چیز ہے؟ بعض نے کہا کہ کیا اس کے معنے نبوت کے ہیں؟ اور بعض نے کہا کہ اس کہنے سے کیا حاصل ہوا جبکہ یہ بات پہلے ہی ظاہر تھی۔ یہ ذہنی کشمکشیں لازمی چیز ہیں اور لوگوں کے دماغی تفاوت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی کشمکش کا پیدا ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ وہ لوگ جو پوچھتے ہیں کہ کیا اس کے معنے نبوت کے ہیں؟ مَیں ان سے کہتا ہوں کہ یاد رکھو! مومن کے لیے وہی بات سچی ہے جو اس کا خدا اُسے کہتا ہے اور اُتنی ہی بات اُسے سچی ہے جتنی اُس کا خدا اُسے کہنے کا حکم دیتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے قیاسات کے پیچھے چلے۔ اُس کا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی نگاہ رکھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ کھڑے ہو جاؤ وہاں اسے کھڑا ہو جانا چاہیے اور جہاں اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ آگے بڑھو وہاں اُسے آگے بڑھنا چاہیے۔ تمہارا حق نہیں ہے کہ تم کوئی نیا لفظ بناؤ یا نئے معنے اور نیا مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ جو کچھ خدا نے کہا وہ یہ ہے کہ مصلح موعود کی وہ پیشگوئی جو اِس زمانہ کو انوار و برکات کے لحاظ سے ویسا ہی زمانہ ثابت کر رہی ہے جیسے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا میرے ہی ذریعہ سے پوری ہوئی ہے اور نشانات اور علامات نے بھی بتا دیا ہے کہ یہ پیشگوئی میرے ہی ذریعہ سے پوری ہوئی ہے۔ اگر تم میں سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو مَیں تم کو بتاتا ہوں کہ ایسے لوگوں کے نزدیک درحقیقت کسی چیز کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی شخص کو خدا بھی مل جائے تو وہ کہیں گے کہ پھر کیا فائدہ ہوا؟ سوال یہ ہے کہ اسلام اِس وقت ایک ایسے دَور میں سے گزر رہا ہے جو ضعف اور کمزوری کا دَور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دشمن کی طرف سے اسلام پر وہ تمدنی حملہ نہیں ہوا تھا جو آج کیا جا رہا ہے۔ پس خدا نے چاہا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق موجودہ زمانہ میں ایک ایسے شخص کو اپنے کلام سے سرفراز فرمائے جو روح الحق کی برکت اپنے ساتھ رکھتا ہو، جو علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر ہو اور جو دشمن کے ان تمدنی حملوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصَلوٰۃ والسلام کی تشریح، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح اور قرآن کریم کے منشاء کے مطابق دُور کرے اور اسلام کی حفاظت کا کام سرانجام دے۔

سو خدا نے اپنا کام کر دیا اور میری تحریروں پر اپنی مہر تصدیق کر دی اور اگر اُس کی مشیّت کچھ اور کام کروانے والی ہے تو وہ کام بھی ایک دن دنیا کے سامنے آجائے گا۔ یہ چیز ہے جو اس پیشگوئی کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کی عظمت کو نہیں سمجھتا تو وہ خدا کے سامنے خود جواب دہ ہے اور اگر کوئی شخص اس کا نیا نام رکھتا اور کوئی نیا عُہدہ اس کے لیے تجویز کرتا ہے تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ عُہدہ وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اگر کوئی شخص اس بارہ میں خود قیاس کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے قُرب کو حاصل نہیں کرتا بلکہ اُس کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکاتا ہے۔ جو کچھ خدا نے کہا ہم اُتنا ہی کہہ سکتے ہیں اُس سے زیادہ کچھ کہنا ہمارے لیے جائز نہیں۔ بلکہ میں نے تو اس بارہ میں اتنی احتیاط کی کہ جو پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں مَیں نے ان سے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں اور مَیں نے کہا جب تک خدا مجھے نہیں بلوائے گا مَیں ان پیشگوئیوں کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ مَیں نے اپنے دل میں کہا اگر میرے چُپ رہنے سے اِن پیشگوئیوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے تو پھر میرے بولنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر میرے بولنے کے بغیر ان پیشگوئیوں کی عظمت ثابت نہیں ہو سکتی تو بلوانے والا آپ بلوا لے گا۔ مَیں خود کیوں بولوں؟ پس اگر میرے نہ بولنے سے خدا تعالیٰ کا منشاء پورا ہو جاتا تھا تو میرا بولنا سُوءِ ادبی اور کبر تھا اور اگر میرے چُپ رہنے سے نہیں بلکہ بولنے سے خدا تعالیٰ کا منشاء پورا ہوتا تھا تو پھر جس کا یہ کام تھا اُسی کا یہ بھی کام تھا کہ وہ میری زبان کھلواتا۔ چنانچہ جب وقت آیا، اُس نے یہ بات مجھے بتا دی اور نہ صرف بات بتا دی بلکہ ارشاد فرمایا کہ اب مَیں اور لوگوں کو بھی یہ بات بتلا دوں۔ اور نہ صرف اُس نے مجھے یہ ارشاد کیا بلکہ اپنے فضل سے ایسے حالات بھی پیدا فرما دیئے جو اس پیشگوئی کی صداقت کے لیے بطور دلیل کے ہیں۔ جس طرح آسمان پر جب چاند چمکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ارد گرد ستارے پیدا کر دیا کرتا ہے اسی طرح اِن ایام میں بہت سے لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں جن میں اسی خواب کا مضمون دُہرایا گیا ہے جو مَیں نے دیکھی تھی۔ چنانچہ ابھی مَیں لاہور میں ہی تھا کہ میری رؤیا کے بعد ایک دوست نے جن کا نام ڈاکٹر محمد لطیف صاحب ہے مجھے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ انبیاء و رُسل کے ساتھ

اس کا نام لیا جائے گا۔

انبیاء و رُسل کے ساتھ نام لیے جانے کے وہی معنے ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مثیل مسیح ہو گا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نبی اور رسول ہیں ان کے ساتھ میرا بھی نام لیا جائے گا۔

اسی طرح ایک دوست نے لکھا کہ رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مینار پر کھڑے ہو کر آپ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا اعلان کر رہے ہیں۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ5 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی الہاموں میں سے ہے اور مینار پر اس الہام کے اعلان کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغِ احمدیت کو میرے ذریعہ سے اور بھی مضبوط کر دے گا۔

اسی طرح ایک دوست نے دیکھا کہ ایک درخت پر کھڑے ہو کر مَیں کوئی اعلان کر رہا ہوں۔ یہ میری رؤیا سے پہلے کی بات ہے اور درخت سے مراد گو اُس وقت میرا ذہن اس طرف نہیں گیا الہامِ الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں الہام کو شجرۂ طیبہ قرار دیا گیا ہے۔6 پس اس کے معنے یہ تھے کہ خدا تعالیٰ کے الہام اور رؤیا کے ماتحت میں لوگوں کے سامنے کوئی اعلان کرنے والا ہوں لیکن اس بارہ میں سب سے زیادہ عجیب رؤیا منصف خان صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کا ہے۔ اس رؤیا کو پڑھ کر مجھے حیرت ہوئی کہ کس طرح اس میں میرے پچھلے خطبہ اور خواب کا سارا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ 30 اور 31 جنوری کی درمیانی شب کو مَیں نے یہ رؤیا دیکھا ہے۔ خطبہ مَیں نے 28 جنوری کو پڑھا تھا اور یقیناً یہ خطبہ خواب دیکھنے کے وقت تک ان کو نہیں ملا۔ "الفضل" میں اس بارہ میں پہلی خبر 30 جنوری کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے اور الفضل کا یہ پرچہ ان کو 31 جنوری کو مل سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے 30 اور 31 جنوری کی درمیانی رات کو یہ خواب دیکھا۔ اور پھر اُن کے خط میں بھی اس امر کا کوئی ذکر نہیں کہ اخبار میں انہوں نے یہ خبر پڑھ لی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رؤیا ان کو ایسے حالات میں ہوئی ہے جبکہ انہیں اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ

مَیں نے اپنے خطبہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ احمدیوں کا ایک بہت بڑا ہجوم ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی عظیم الشان نشان ظاہر ہوا ہے جس پر وہ خدا تعالیٰ کی حمد اور اس کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں اور بڑے جوش سے ان کے مُنہ سے تسبیح کی آوازیں نکل رہی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ اَور لوگوں پر بھی اس کا اثر ہے لیکن مفتی محمد صادق صاحب پر تو وجد کی حالت طاری ہے۔

اب دیکھو! پچھلے خطبہ میں تمام احمدیوں پر اللہ تعالیٰ کے اس نشان کا اثر تھا مگر مفتی صاحب پر تو اس کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خطبۂ جمعہ میں ہی بول پڑے۔ وہ لکھتے ہیں مَیں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس کے بعد مجھے ایک کمرہ نظر آیا جس میں شیشے کی تین چوکھٹیں لگی ہوئی ہیں اور ان پر نہایت اعلیٰ پالش کیا ہوا ہے تا کہ اُن پر تصویر آسکے۔ اس کے بعد مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اُن پر دو تصویریں نمودار ہو گئی ہیں۔ ایک تصویر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے اور ایک آپ کی ہے اور یہ دونوں تصویریں اکٹھی کمرہ کے اندر چکر کھا رہی ہیں اور ان کو دیکھ کر لوگ خوش ہو رہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں۔ انہوں نے تیسری تصویر کا ذکر نہیں کیا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصویر کو انہوں نے نہیں دیکھا۔ یا شاید دیکھا تو ہو مگر چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل انہوں نے دیکھی ہوئی نہیں تھی اور آپ کی تصویر بھی دنیا میں کوئی موجود نہیں اس لیے وہ نہ سمجھ سکے ہوں کہ یہ کس کی تصویر ہے۔ لیکن رؤیا میں انہوں نے شیشے تین ہی دیکھے ہیں اور میری رؤیا میں بھی تین وجودوں کے بولنے کا ذکر آتا ہے۔ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میری زبان سے بولے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور میری زبان سے بولے اور پھر مَیں خود بولا۔ پھر وہ لکھتے ہیں خواب میں عربی زبان میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں جنہیں مَیں سمجھ نہیں سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نُزُوْلُ السَّمَاء نُزُوْلُ السَّمَاء کہا جا رہا ہے۔ اس میں درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُس الہام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں پایا جاتا ہے کہ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ چونکہ وہ عربی سے ناواقف ہیں اس لیے کہتے ہیں مجھے اَور تو

کچھ یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد رہا کہ عربی میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں جن میں نُزُوْلُ السَّمَاء کے الفاظ ہیں۔ تو دیکھو کس طرح خدا تعالیٰ نے انہیں رؤیا میں خطبہ کے وقت کی کیفیت بتا دی اور کس طرح اس رؤیا کا نقشہ بھی بتا دیا جو مَیں نے دیکھی تھی۔ حالانکہ اُس وقت تک انہیں میرے اس اعلان کا کوئی علم نہیں تھا۔ اِسی طرح اور لوگوں کو بھی اِن ایام میں ایسی خوابیں دکھائی گئی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں ایک درجن سے زیادہ لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں۔ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو یہ خوابیں بھی لوگوں کے ایمان کی زیادتی کا موجب ہو سکتی ہیں۔

پس وہ دوست جنہوں نے مجھے اپنی اپنی خوابیں لکھی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ الفضل میں ایسی تمام خوابیں شائع کرا دیں اور اگر کسی اور دوست کو بھی کوئی خواب آئی ہو لیکن مجھے اس نے نہ بتائی ہو تو اُسے بھی وہ خواب "الفضل" میں شائع کرا دینی چاہیے۔ یہ بھی ایک نشان ہے جو لوگوں کے لیے ان کے ایمانوں میں زیادتی کا موجب ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ يَرٰی اَوْ يُرٰی لَہٗ۔7 کہ مومن بعض دفعہ خود خواب دیکھتا ہے اور بعض دفعہ دوسروں کو اس کے متعلق خوابیں دکھائی جاتی ہیں۔ یہ نشان درحقیقت شکی طبائع کی ہدایت کے لیے ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو دیر سے واقف ہوتے ہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹ بولنے والا نہیں۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی خوابیں خیالات کا اثر ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے یہ خوابیں جو مختلف افراد کو اور مختلف مقامات میں رہنے والوں کو آتی ہیں اپنے اندر ہدایت کا سامان رکھتی ہیں۔ خیالات کا اثر آخر ایک شخص پر تو ہو سکتا ہے لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ پانچ، دس، پندرہ یا بیس لوگوں کو ایک مہینہ کے اندر اندر ایسی خوابیں آ جائیں اور وہ لوگ بھی ایسے ہوں جو ایک دوسرے کے واقف نہ ہوں، ایک جگہ پر نہ رہتے ہوں، ایک دوسرے سے ملتے نہ ہوں اور ایک دوسرے سے ان کا کوئی زیادہ گہرا تعلق نہ ہو۔ ایسے لوگوں کو ایک وقت میں ایک جیسی خوابوں کا آ جانا بغیر الٰہی تدبیر کے کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس یہ خوابیں بھی جو مختلف دوستوں کو آئیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس بات کا ایک مزید ثبوت ہیں کہ اس نے مجھ پر جس امر کو منکشف فرمایا وہ اپنے اندر صداقت اور راستی رکھتا ہے۔

مَیں نے بتایا ہے کہ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو الہامات نازل ہوئے ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی ایک یہ علامت بھی بتائی گئی تھی کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے مشرف ہو گا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک میرے ساتھ دیر سے چلا آرہا ہے مگر اُن الہامات اور رؤیا و کشوف کو مَیں نے آج تک بہت ہی کم بیان کیا ہے۔ کبھی بہت ہی مجبور ہو گیا تو اُس وقت اپنے کسی رؤیا یا الہام کو میں نے بیان کیا ہے۔ یا کبھی ایسا ہوا کہ میں نے اپنے کسی رؤیا کا کسی دوست سے ذکر کر دیا۔ ورنہ بالعموم مَیں اپنے رؤیا اور الہامات بتایا نہیں کرتا۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک میرے ساتھ ہے اور دیر سے چلا آرہا ہے۔

سب سے پہلی چیز جو اِس منصب کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ میرا ایک الہام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں مجھے ہوا اور مَیں نے جاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو اپنے الہامات کی کاپی میں لکھ لیا۔ وہ الہام مَیں نے بارہا سنایا ہے۔ پہلے مَیں اسے صرف خلافت کے متعلق سمجھتا تھا لیکن اب میرا ذہن اِس طرف منتقل ہوا ہے کہ اس الہام میں میرے اس منصب کی طرف اشارہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملنے والا تھا۔ وہ الہام یہ تھا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھے گا۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے جو پیشگوئی کے پورا ہونے کی ترتیب پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ یہ وہ الہام ہے جو حضرت مسیح ناصری کو ہوا اور جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر آتا ہے مگر وہاں یہ الفاظ ہیں وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ[8] اور یہاں یہ الہام ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری کا دعویٰ موسوی سلسلے کی آخری نبوت کا تھا اور اِس قسم کے دعوے کے متعلق پہلے لوگوں کی مخالفت ضروری ہوتی ہے۔ پھر ایک لمبے عرصے کے بعد وہ اُس نبی پر ایمان لاتے ہیں لیکن مصلح موعود کی پیشگوئی کے مورِد کو چونکہ اللہ تعالیٰ پہلے خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور خلیفہ کو معاً بنی بنائی جماعت مل جاتی ہے اس لیے یہاں

جَاعِلُ الَّذِيْنَ والے حصے کی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت مسیح کے عہدہ والا نبی تو جب بھی لوگوں کے سامنے اپنا دعوٰی پیش کرتا ہے لوگ اسے سنتے ہی کہنے لگ جاتے ہیں جھوٹا، جھوٹا۔ کوئی ابو بکرؓ جیسی صفت رکھنے والا انسان ہوا اور اس نے مان لیا تو یہ علیحدہ بات ہے۔ ورنہ عام طور پر ایسا نبی جب اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے ساری دنیا اُسے جھوٹا قرار دینے لگ جاتی ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ابتدا میں صرف تین لوگ ایمان لائے۔ لیکن خلیفہ کو پہلے دن ہی ایک جماعت مانتی ہے۔ پس اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک دن بنی بنائی جماعت دیدے گا اور پھر اس جماعت کا تعلق تمہارے ساتھ مضبوط کرتا چلا جائے گا یہاں تک کہ ایک دن وہ تمہاری جماعت ظلی طور پر کہلائے گی۔ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف بھی ہوں گے مگر تمہاری بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہارے منکروں پر غلبہ دے گا اور یہ غلبہ تمہارے امام بنتے ہی شروع ہو جائے گا۔ اور جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ والے حصہ کی ضرورت نہیں ہو گی کہ تم انتظار کرو کہ لوگ کب ایمان لاتے ہیں یا اکثر لوگ مخالفتیں کریں، فتوے لگائیں، مضحکہ اڑائیں، تحقیر و تذلیل کی کوشش کریں، مٹانے اور برباد کرنے کی تدبیریں کریں اور دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک طوفانِ مخالفت اُمڈ آئے بلکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنی بنائی جماعت کے اکثر حصہ کو تیرے سپرد کر دے گا اور جس دن یہ جماعت تیرے سپرد ہو گی اُسی دن سے تجھے ماننے والوں کا تیرے مخالفوں پر غلبہ شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی جماعت کو تو تین سو سال کے بعد غلبہ حاصل ہوا لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے جس وقت خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا اُس کے چند ہفتوں کے اندر ہی وہ لوگ جو میرے بالمقابل کھڑے ہوئے تھے اور میرے عہدہ کے منکر تھے یعنی پیغامی، اللہ تعالیٰ نے اُن پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو غلبہ دینا شروع کر دیا اور یہ غلبہ خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پیغامی آج کہہ رہے ہیں کہ ایک خواب پر انحصار کیا گیا۔ حالانکہ وہ بھی خواب نہیں کیونکہ اس میں الفاظ ہیں۔ مگر یہ الہام جو مَیں نے اوپر لکھا ہے یہ تو الہام ہے اور

چالیس سالہ پرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میں ایک جماعت کا امام ہوں گا۔ کچھ حصہ میری مخالفت کرے گا، اکثر میرے ساتھ مل جائیں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دے گا۔ یہ جو فرمایا کہ تیرے ماننے والوں کو تیرے کافروں پر اللہ تعالیٰ قیامت تک غلبہ دے گا اس میں اِسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن مجھے ظلی طور پر نبیوں کا یعنی مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا نام دینے والا ہے کیونکہ خلیفہ کی جماعت اُس کی زندگی تک ہوتی ہے۔ وفات کے بعد صرف نبیوں کی جماعت یا ان کے اظلال کی جماعت چلتی ہے۔ اسی طرح کَفَرُوْا کے الفاظ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ خلافت کے بعد مجھے ایک اور رُتبہ ملنے والا ہے جو بعض نبیوں کے ظلّ کے طور پر ہو گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ۔

دوسرے مجھے ایک کشف ہؤا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی مَیں نے دیکھا تھا۔ وہ بھی اِسی مقام پر دلالت کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مَیں اُس کمرہ سے نکل رہا ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہتے تھے اور باہر صحن میں آیا ہوں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں۔ اُس وقت کوئی شخص یہ کہہ کر مجھے ایک پارسل دے گیا ہے کہ یہ کچھ تمہارے لیے ہے اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہے۔ کشفی حالت میں جب مَیں اُس پارسل پر لکھا ہوا پتہ دیکھتا ہوں تو وہاں بھی مجھے دو نام لکھے ہوئے نظر آتے ہیں اور پتہ اس طرح درج ہے کہ محی الدین اور معین الدین کو ملے۔ مَیں کشف میں سمجھتا ہوں کہ اِن میں سے ایک نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور دوسرا نام میرا ہے۔ اُس وقت چونکہ مَیں بچہ تھا اور حضرت محی الدین صاحب ابن عربی کا نام مَیں نے سنا ہوا نہیں تھا، صرف اورنگ زیب کے متعلق مَیں جانتا تھا کہ ان کا نام محی الدین تھا اس لیے مَیں نے اُس وقت سمجھا کہ محی الدین سے مراد مَیں ہوں۔ اور حضرت معین الدین چشتی چونکہ ہندوستان میں ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں اس لیے مَیں نے سمجھا کہ معین الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی بھی ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں تو مَیں نے سمجھا کہ محی الدین سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

جنہوں نے دین کو زندہ کیا اور معین الدین سے مراد مَیں ہوں جس نے دین کی اعانت کی۔ پس دین کو زندہ کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دین کی نصرت اور اعانت کرنے والا مَیں ہوں۔ جیسے ماں بچہ جنتی ہے اور دایہ دودھ پلاتی ہے۔

تیسرا الہام جو مجھے اسی رنگ میں ہؤا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد۔ وہ یہ ہے کہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا۔ اے آلِ داؤد! تم اللہ تعالیٰ کے شکر کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس الہام کے ذریعہ اِعْمَلُوْٓا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے منشاء پر پوری طرح عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور آلِ داؤد کہہ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوئے تھے اور اُن کے بیٹے بھی تھے۔ مجھے یاد ہے اُس وقت یہ الہام اتنے زور سے ہوا کہ کتنی دیر تک مجھ پر اس الہام کے نازل ہونے کی کیفیت تازہ رہی۔ اور یہ الہام اتنا واضح تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت فوت ہو چکے تھے جب مَیں اپنے بعض ہم عمروں سے سیر میں اس کا ذکر کر رہا تھا یکدم میرے ذہن سے آپ کی وفات کا خیال نکل گیا اور مجھے جوش پیدا ہوا کہ مَیں دوڑ کر جاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جا کر اس کا ذکر کروں۔

چوتھی شہادت اس رؤیا کی تصدیق میرا یہ کشف ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا میں بیٹھا دعا کر رہا ہوں کہ یکدم مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیمؑ تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ اس اُمت میں اور بھی کئی ابراہیم ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے متعلق بتایا گیا کہ آپ بھی ابراہیم ہیں اور آپ کا نام مجھے ابراہیم ادھم بتایا گیا ہے۔ ادھم ایک بادشاہ تھے جو بادشاہت کو چھوڑ کر تصوف کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ پس مجھے بتایا گیا کہ حضرت خلیفہ اول ابراہیم ادھم ہیں۔ پھر مجھے بتایا گیا کہ ایک ابراہیم تم بھی ہو۔

پانچویں شہادت جو اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریب مجھے ملی یہ ہے کہ مَیں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ

ایک گھنٹی بجی ہے اور اس کی آواز ایسی ہے جیسے پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اُسے کسی چیز سے ٹھکوریں تو اُس میں سے ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے۔اس گھنٹی میں سے بھی ٹن کی آواز آئی۔ مگر وہ آواز ایسی سُریلی اور لطیف ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے سارے جہان کی موسیقی کی لذّت اُس میں بھر دی گئی ہے۔ یہ آواز بڑھتی گئی، بڑھتی گئی یہاں تک کہ تمام جوّ میں متشکّل ہو کر ایک فریم بن گئی جیسے تصویر کا فریم ہوتا ہے پھر میں نے دیکھا کہ اس فریم میں ایک تصویر نمودار ہوئی جو کسی نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی ہے۔ پھر وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد یکدم اس میں سے کُود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا جس کے متعلق مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا فرشتہ ہے اور اس نے مجھے کہا آؤ مَیں تم کو سورۃ فاتحہ کا درس دُوں۔ چنانچہ اُس نے مجھے سورۃ فاتحہ کا درس دینا شروع کر دیا اور دیتا گیا، دیتا گیا، دیتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ **9** کی تفسیر شروع کرنے لگا تو کہنے لگا۔ آج تک جتنے مفسر ہوئے ہیں اُن سب نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ **10** تک تفسیر لکھی ہے لیکن مَیں تمہیں اس کے آگے بھی تفسیر بتاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر مجھے پڑھا دی۔ جب میری آنکھ کھلی تو رؤیا میں اُس فرشتہ نے جو باتیں مجھے بتائی تھیں اُن میں سے کچھ باتیں مجھے یاد تھیں لیکن مَیں نے اُن کو نوٹ نہ کیا اور بعد میں مَیں خود بھی اُن کو بھول گیا۔ جب صبح مَیں نے اپنے اِس رؤیا کا حضرت خلیفہ اول سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ خواب میں فرشتہ نے جو کچھ باتیں بتائیں تھیں اُن میں سے بعض آنکھ کھلنے پر مجھے یاد تھیں لیکن صبح اُٹھنے پر وہ بھی میرے ذہن میں سے نکل گئیں۔ تو حضرت خلیفہ اول خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے اتنا علم ضائع کر دیا ان کو نوٹ کر لینا چاہیے تھا۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا سورۃ فاتحہ سے خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی مجھے نئے نئے نکات سمجھاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی اِس رؤیا کے بعد جب مَیں نے توجہ کی کہ جماعت کی اصلاح اور اسلامی نظام کی فوقیت ثابت کرنے کے لیے کونسا واضح پروگرام ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ فاتحہ سے ہی ایک نہایت واضح اور مکمل پروگرام بتایا جس پر چل کر اسلام ایسی ترقی حاصل کر سکتا ہے کہ دشمن اس کو دیکھ کر حیران رہ جائے اور اسلامی تمدن کی فوقیت کا اعتراف کیے بغیر اُس کے لیے کوئی چارۂ کار نہ رہے۔ اس پروگرام کے مطابق اُن تمام غلطیوں کا بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ازالہ ہو سکتا ہے جو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان نظامِ اسلام اور اس کے تمدنی احکام کو سمجھنے میں کر چکے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ کے ذریعہ سے ہی مجھے سمجھا دیا۔ اور اس رؤیا کی اصل تعبیر یہ تھی کہ میرے قوائے باطنیہ میں سورۂ فاتحہ کا علم خصوصاً اور فہمِ قرآن کا عموماً رکھ دیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً الہامِ باطنی کے ساتھ ضرورت کے مطابق ظاہر ہوتا رہے گا۔

چھٹی شہادت اس بارہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی سے نوازا اور اس بات کی بھی کہ اُس نے اُس کام کے لیے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی میں ہے مجھے تیار کیا ہے یہ ہے کہ مجھے ایک رؤیا ہوا جو غالباً زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا ابتدائے خلافت حضرت خلیفہ اول میں مَیں نے دیکھا تھا۔ (یہ رؤیا مَیں نے اُسی وقت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب حال سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل لاہور کو اور دوسرے احباب کو سنا دی تھی۔ ابھی چند دن ہوئے انہوں نے خود بخود مجھ سے اس رؤیا کا ذکر کیا۔) مَیں نے دیکھا کہ مَیں مدرسہ احمدیہ میں ہوں اور اُسی جگہ مولوی محمد علی صاحب بھی کھڑے ہیں۔ اتنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب آ گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے آؤ مقابلہ کریں۔ آپ کا قد لمبا ہے یا مولوی محمد علی صاحب کا۔ مَیں اس مقابلہ سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں مگر وہ زبردستی مجھے کھینچ کر اُس جگہ پر لے گئے جہاں مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہیں۔ یوں تو مولوی محمد علی صاحب قد میں مجھ سے چھوٹے نہیں بلکہ غالباً کچھ لمبے ہی ہیں لیکن جب شیخ صاحب نے مجھے اور اُن کو پاس پاس کھڑا کیا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے کہ مَیں تو سمجھتا تھا مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے۔ چنانچہ رؤیا میں مَیں دیکھتا ہوں کہ بمشکل میرے سینہ تک اُن کا سر پہنچا ہے۔ پھر شیخ رحمت اللہ صاحب ایک میز لائے اور اُس پر اُن کو کھڑا کر دیا مگر تب بھی وہ مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اُس میز پر ایک سٹول رکھا اور اُس پر مولوی صاحب کو کھڑا کیا مگر پھر بھی مولوی صاحب مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب کو اٹھا کر میرے سر کے برابر کرنا چاہا لیکن وہ پھر بھی نیچے ہی رہے۔ بلکہ مزید براں اُن کی ٹانگیں اِس طرح ہوا میں لٹک گئیں گویا کہ وہ میرے مقابل پر بالکل ایک بچہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور بمشکل میری کہنیوں تک پاؤں آئے۔ اب دیکھو! اس میں کس طرح

اس تمام مقابلہ اور پھر اس کے انجام کی بھی خبر دی گئی ہے جو مولوی محمد علی صاحب سے ہونے والا تھا۔ حالانکہ اگر ابتدائے خلافتِ اولیٰ کے وقت کی رؤیا ہے تو اُس وقت جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب سر اٹھا رہے تھے نہ کہ مولوی محمد علی صاحب۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں عجیب طریق پر بعد میں پیدا ہونے والے جھگڑوں کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ چنانچہ دیکھ لو! مولوی محمد علی صاحب میرے مقابلے میں اتنے نیچے ہوئے، اتنے نیچے ہوئے کہ اب اُن کا سارا زور ہی اس بات کے ثابت کرنے پر صَرف ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو چھوٹے ہوں۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم 95 فیصدی ہیں اور یہ چار پانچ فیصدی ہیں اور جماعت کی اکثریت کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتی۔ مگر اب کہتے ہیں بے شک قادیان کی جماعت زیادہ ہے اور ہم تھوڑے ہیں لیکن ان کا زیادہ ہونا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے حقیقی بندے تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بالکل وہی نقشہ ہے جو اِس رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ وہ اتنے چھوٹے ہوئے، اتنے چھوٹے ہوئے کہ اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے۔

پھر جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُمَزِّقَنَّهُمْ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اُس وقت یہ لوگ اپنے آپ کو 95 فیصدی کہا کرتے تھے مگر اب اُن کی کیا حالت ہے۔ خدا نے اُن کو اِس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقع میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو جیسا کہ الہام میں خبر دی گئی تھی میرے مقابلہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مَیں اُس کلامِ الٰہی کی مثالیں جو مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نازل فرمایا اِس وقت اِسی قدر بیان کرتا ہوں۔ ہاں میرا ارادہ ہے کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر ایک مختصر رسالہ میں کسی قدر تفصیل کے طور پر اپنے بعض الہاموں، کشوف اور رؤیا کا ذکر کر دوں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد دفعہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کر کے اس پیشگوئی کو سچا

کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روحِ حق سے مشرف ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائے۔ مَیں نے اب بھی اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کا اُس وقت تک اعلان نہیں کیا جب تک خود خدا نے اپنے فضل سے مجھے اس حقیقت سے آگاہ نہیں فرما دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ جماعت کے دوست تو پہلے ہی ان پیشگوئیوں کا مجھے مصداق قرار دیتے رہے اور مَیں نے اب ان پیشگوئیوں کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا۔ مَیں اُن سے کہتا ہوں اِس میں حکمت وہی ہے جس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ۔ 11 اللہ تعالیٰ جب ایک نبی کی بعثت کے بعد کوئی اَور موعود کھڑا کرتا ہے تو اُس وقت اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ اُس کی قائم کردہ جماعت دوبارہ کفر کا شکار ہو جائے اور اُس کا وہ ایمان ضائع ہو جائے جو اُسے حاصل تھا۔ اِسی لیے وہ پہلے سے ایسا رنگ پیدا کر دیتا ہے کہ اکثریت اُس موعود کو ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ فرض کرو کوئی ایسا موعود کھڑا ہو جاتا جس کی صداقت کی کوئی علامت پہلے ظاہر نہ ہو چکی ہوتی تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔ یہی نتیجہ نکلتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر ہنسی اور تمسخر شروع ہو جاتا اور وہ جماعت جسے بڑی بڑی مشکلات، بڑی بڑی قربانیوں، بڑی بڑی دعاؤں اور بڑی بڑی کوششوں کے بعد قائم کیا گیا تھا اس کا اکثر حصہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کھڑا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جنہوں نے اب تک مصلح موعود ہونے کے دعوے کیے ہیں ان کی ساری لڑائی جماعت کے ساتھ رہی ہے اور ان کی ساری لڑائی محض اِس وجہ سے ہوا کرتی ہے کہ احمدی ان کی کیوں بیعت نہیں کرتے۔ حالانکہ صاف بات ہے کہ اگر خدا نے تمہیں طاقت اور قوت عطا فرمائی ہے تو جس طاقت اور قوت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جماعت بنا لی تھی اُسی طاقت اور قوت سے تم بھی ایک نئی جماعت بنا لو۔ تمہیں کس نے منع کیا ہے۔ لیکن وہ نئی جماعت بھی نہیں بنا سکتے اور ہماری جماعت کو بھی اس وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں کہ یہ اُن پر ایمان کیوں نہیں لاتی۔ گویا اُن کے نزدیک ہماری جماعت کے افراد ہیں تو کافر، لیکن وہ اصرار کرتے ہیں ہم نے لینے یہی کافر ہیں۔ اب بتاؤ ایسے حالات میں کون ہے جو اُن کے دعوے کو تسلیم کر سکے۔ پس میری طرف سے بعد میں اعلان ہونے اور جماعت کی طرف سے پہلے مجھے اس پیشگوئی کا مصداق

قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسری دفعہ کفر واسلام کے امتحان میں ڈال کر اُن کے ایمان کو ضائع کرنے کے لیے تیار نہ تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ وہ دو موتیں اپنی جماعت پر وارد کرے۔ پہلی موت تو وہ تھی جو غیر احمدیت کی حالت میں اُن پر وارد ہوئی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو جھٹلایا۔ لیکن آخر ان کے دل کی کسی نیکی کو قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا اور وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے اور صداقت کو قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا، مصیبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کیا، ہزاروں دُکھوں اور بلاؤں کا مقابلہ کیا اور اپنے ایمان کی سلامتی کے لیے ہر وہ عذاب برداشت کیا جو بندے دے سکتے تھے۔ اس کے بعد یہ خیال کرنا کہ اس ابتلاء میں سے گزرنے والے لوگوں کی زندگی میں خدا تعالیٰ ایک ایسا موعود بھیج دے گا جس کی صداقت کے نشانات اس کے دعوے کے ایک لمبے عرصہ بعد ظاہر ہوں گے، اس کے یہ معنے ہیں کہ مومنوں کو پھر کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے اور صحابہ کو دوبارہ کافر و منکر بنا دیا جائے، نئے سرے سے جماعت ابتلاء میں پڑ جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی سنت کے خلاف ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اور اس وجہ سے اس نے مصلح موعود کے متعلق جو حضرت مسیح موعودؑ کی تیار کردہ جماعت کی زندگی میں ہی آنے والا تھا یہ تدبیر اختیار کی کہ پہلے اُسے جماعت کا خلیفہ بنا کر اُن سے عہدِ اطاعت لے لیا اور اُن پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیے جو اس کے متعلق بتائی گئی تھیں اور جب حقیقت جماعت پر روزِ روشن کی طرح کھل گئی تو پھر اسے بھی اس حقیقت سے بذریعہ آسمانی اخبار کے علم دے دیا تا آسمان اور زمین دونوں کی گواہی جمع ہو جائے اور مومنوں کی جماعت کفر و انکار کے داغ سے بھی محفوظ کر دی جائے۔ یہ ایسی ہی بات تھی جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر کہا تھا کہ خدا کی قسم! اللہ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔**12** یہی حال سب انبیاء کی قائم کردہ جماعتوں کا ہوتا ہے اور خدائی قانون یہی ہے کہ وہ اپنی جماعت پر دو موتیں وارد نہیں کیا کرتا۔ دنیا کو کافر قرار دینے والے اور تمام جہان سے لڑائی کرنے والے نبی اور مامور اور مصلح ایک عرصہ دراز کے بعد آیا کرتے ہیں۔ قریب زمانہ میں

نہیں آیا کرتے۔ وہ اُس وقت آتے ہیں جب لوگوں کے دل واقع میں کافر اور بے دین ہو چکے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ مصلح اور وہ موعود اور پھر ان سے بڑھ کر وہ نبی اور مامور اور مرسل جنہوں نے ایسے وقت میں ظاہر ہونا ہوتا ہے جب جماعت کا قیام ابھی تازہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ جماعت کی اکثریت کو ان کا انکار کرنا نہیں پڑتا۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام تھے کہ ان کے لیے قوم کو کوئی علیحدہ جنگ نہیں کرنی پڑی۔ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو حضرت ہارونؑ پر خود بخود ایمان لے آئے۔ یا یوشعؑ نبی ہوئے تو ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح دنیا سے جنگ نہیں کرنی پڑی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے اُس قوم نے یوشعؑ پر خود بخود اپنے ایمان کا اظہار کر دیا۔ تو خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ ایک قوم پر دو دفعہ موت وارد نہیں کیا کرتا۔ جب خدا تعالیٰ ایک دفعہ اپنی جماعت کا ایمان کسی نبی کے ذریعہ سے محفوظ کر دیتا ہے تو پھر وہ اسی محفوظ ایمان کے ساتھ بڑھتی اور دنیا میں ترقی کرتی ہے۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نے پہلے علامتیں ظاہر کیں اور پھر مجھے بتایا بلکہ پہلے جماعت خود کہتی رہی تا کہ وقت آنے پر ایمان کی موت سے خدا تعالیٰ اسے بچا لے۔ باقی جس قدر مدعی ہیں وہ سارے ہی ایسے ہیں جن کے دعوے کو جماعت چونکہ تسلیم نہیں کرتی اس لیے وہ جماعت کے افراد کو کافر اور بے دین قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ خدائی سنت کے خلاف ہے کہ وہ ایک نبی کی جماعت پر دو موتیں وارد کرے۔ بعد میں جب بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور نبی کے زمانہ پر ایک عرصہ دراز گزر جاتا ہے اُس وقت بے شک ایسا مامور آسکتا ہے جس کے انکار کی وجہ سے لوگ کافر اور بے دین قرار پا جائیں۔ لیکن جب نبی کے قریب ترین زمانہ میں کوئی مصلح اور موعود آتا ہے خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ماتحت پہلے سے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے جن کی وجہ سے جماعت کی اکثریت ٹھوکر سے محفوظ رہتی ہے۔ تب ایمان اور جماعتی ترقی کا ایک تسلسل جاری رہتا ہے اور اس میں کوئی روک پیدا نہیں ہوتی۔ ہاں جب جماعت بگڑ جائے، ایمان مٹ جائے، اخلاق درست نہ رہیں، بے دینی، کفر اور الحاد ہر طرف چھا جائے اُس زمانہ میں جب کوئی موعود آئے گا تو لازماً لوگ اُس کا انکار کریں گے اور وہ ایسے طور پر ہی آئے گا کہ اگر کوئی اس کا انکار کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کافر قرار پائے گا۔ پس موعود دو الگ الگ قسم کے

زمانوں میں آیا کرتے ہیں۔ اِس وقت چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار چاروں طرف دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، آپ کی تعلیم پر جماعت قائم ہے، آپ کے احکام کو لوگ تسلیم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیے موجودہ زمانہ میں ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ جس موعود کو کھڑا کرتا اُس کے متعلق پہلے سے علامات ظاہر کر دیتا تا کہ جماعت ٹھوکر سے محفوظ رہے۔ ہاں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور لوگوں کی نظر سے اوجھل ہو جائے گا اور پھر دنیا میں تاریکی اور ظلمت چھا جائے گی اُس وقت کوئی ایسا موعود بھی آ سکتا ہے جس کے انکار پر لوگوں کو کافر قرار دیا جائے۔ اور اس میں کوئی حرج نہ ہو گا کیونکہ اُس وقت جیسے وہ ظاہر میں کافر ہوں گے اُسی طرح اُن کے دل کافر ہوں گے اور انہیں کافر قرار دینا در حقیقت اُن کے اپنے کفر کا ہی اظہار کرنا ہو گا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں ایسا نہیں ہو سکتا تھا بلکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کی سنت اور اُس کے طریق کے خلاف ہے اور یہ صریح ظلمِ عظیم ہے کہ ایک قوم کو اللہ تعالیٰ دو موتوں میں داخل کرے"۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا:-

"مجھے کل سے لاہور سے اطلاعات آ رہی ہیں کہ اُمّ طاہر کی حالت پھر نازک ہو رہی ہے اور آج کی اطلاع تو یہ ہے کہ ان کی نبض بھی کمزور ہے اس لیے مَیں کل کی بجائے آج ہی لاہور جا رہا ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی تو مَیں اگلا جمعہ قادیان میں ہی آ کر پڑھانے کی کوشش کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے انسان پر جو خانگی فرائض رکھے ہیں ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لیے مَیں جمعہ کے بعد لاہور جاؤں گا اور چونکہ مجھے جلدی جانا ہے اس لیے جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی پڑھا دوں گا"۔ (الفضل 16 فروری، 7 مارچ 1944ء)

---

1 : مریم:30

2 : تذکرہ صفحہ 139 حاشیہ طبع چہارم

3 : تبلیغِ رسالت جلد اوّل صفحہ 89

4 : تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ 76، اشتہار 8 اپریل 1886ء

5 : تذکرہ صفحہ 25 ایڈیشن چہارم

6 :اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ(ابراهيم 25)

7 :ترمذی ابواب الرؤيا باب قوله لهم البشرٰى فى الحيوٰة الدنيا (يَرَاهَا الْمُؤْمِنُ اَوْ تُرٰى لَهٗ)

8 :آل عمران:56

9 :الفاتحة:5

10:الفاتحة:4

11:البقرة:144

12:بخاری كتاب المغازی بابُ مرض النبی صلى الله عليه وسلم وَوَفَاتِهٖ